ہر طویلہ میں میرا ایک ناقابل مقابلہ سانڈ اور ایک ناقابل مسابقت گھوڑا رہتا ہے، اور فرمایا کہ ہر لشکر پر میرا ایسا تسلط ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں کرتا اور ہر منصب میں ایسا خلیفہ ہے جسے ہٹایا نہیں جا سکتا،

فرمایا کہ جب بھی اللہ سے کوئی چیز مانگو تو میرے وسیلہ سے مانگو تاکہ مراد پوری ہو، اور فرمایا جو کسی مصیبت میں میرے وسیلہ سے امداد چاہے تو اس کی مصیبت دُور ہو، اور جو کسی سختی میں میرا نام لیکر پکارے اُسے کشادگی حاصل ہو، اور جو میرے وسیلہ سے اللہ کے سامنے اپنی مرادیں پیش کرے تو پوری ہوں،

آپ نے فرمایا کہ جو شخص دو رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے اور سلام کے بعد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور میرا نام لیکر اللہ سے دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کی حاجت بر آری کرے (ایک روایت میں ہے کہ گیارہ قدم عراق کیجانب چلکر میرا نام لیکر دعا مانگے، لیکن یہ روایت ثابت نہیں ہے)

(فوٹو: ترجمہ اخبار الاخیار صفحہ ۴۹، ۵۰، مصنفہ عبدالحق محدث دہلوی مترجم مولانا سبحان محمود)

دیکھا آپ نے کہ صرف آخری روایت ثابت نہیں ہے باقی سب کچھ ثابت ہے۔

مرض الموت میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا ارشاد

نقل ست کہ آنحضرت در مرض موت می فرمود نسبتی نیست میان من و شما و میان من و خلق تفاوت آسمان و زمین ست قیاس نکنید مرا بکسی و کسی را بمن و فرمود من اندوراے امور خلقم و من وراے عقول ایشانم یا اہل الارض شرقاً و غرباً یا اہل السماء حق تعالی فرمودہ است وَ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ من از انہا ام کہ مر خدا سید اند و شما نمیدانید گفتہ می شود مرا در شب و روز ہفتاد بار وما اخترتک لتصنع علی عینی گفتہ می شود مرا یا عبد القادر بحقی کہ مرا بہت تکلم کن تا شنیدہ شود از تو گفتہ می شود مرا یا عبد القادر بحقی کہ مرا باتست بخور و بنوش و بگو ایمن ساختم ترا از رد سوگند بخدای عزوجل نکردم و نگفتم چیزی را تا مامور نشدم بدان و فرمودہ قتی تکلم

بکنم من بکلامی بر شما باور کہ تصدیق کنید آنرا کہ کلام من ناشی از یقینی ہست کہ شک را در وی مجال نیست
گویا گردانیدہ می شوم پس می گویم ودادہ می شوم پس می بخشم وامر کردہ می شوم پس می کنم وعہدہ بر کسی
است کہ مرا امر کردہ است والدیۃ علی العاقلۃ تکذیب شما مرا زہر قاتل ست مر دین شما را وسبب زوال
دنیا و آخرت شما ست لما نسیان لما تاقتال یحذرکم اللہ نفسہ اگر نہ بود لگام شریعت بر زبان من ہر آئینہ
خبر می کردم شمارا بآنچہ میخورید ومی نہید در خانہای خود من میدانم آنچہ در ظاہر وباطن شماست
وشما در رنگ شیشہ ہائید در نظر من

(فوٹو: اخبار الاخیار فارسی صفحہ ۱۵ مصنفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

ترجمہ اردو:

روایت ہے کہ حضرت شیخ جیلانیؒ اپنے مرض الموت میں فرماتے تھے کہ میرے اور تمہارے درمیان کوئی نسبت نہیں، میرے اور مخلوق کے درمیان زمین و آسمان کا سا فرق ہے مجھے کسی پر اور کسی کو مجھ پر قیاس نہ کرنا، فرماتے تھے کہ میری تخلیق تمام امور سے بالا ہے اور میں لوگوں کی عقل سے ماوراء ہوں، اے زمین کے مشرق و مغرب کے اور اے آسمان کے رہنے والو! حق تعالیٰ فرماتا ہے وَاَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے) میں اُن میں سے ہوں جنھیں خدا جانتا ہے تم نہیں جانتے، مجھ سے دن اور رات میں ستر بار کہا جاتا ہے اَنَا اخْتَرْتُكَ وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِىْ (یعنی میں نے تجھے پسند کرلیا، اور تاکہ تو پرورش پائے میری آنکھوں کے سامنے) مجھ سے کہا جاتا ہے کہ اے عبد القادر میرے اس حق کی جو تجھ پر ہے تجھے قسم ہے ذرا بات تو کر تاکہ سُنی جائے، مجھ سے کہا جاتا ہے کہ اے عبد القادر تجھے میرے اس حق کی قسم جو تیرے اوپر ہے کھا اور پی اور بات کر، میں نے تجھے قسم توڑنے سے مامون بنادیا، خدا کی قسم جب تک مجھے حکم نہ ہو نہ کچھ کرتا ہوں نہ کچھ کہتا ہوں،

آپ نے فرمایا کہ جب میں تم سے کوئی بات کہوں تو تم پر اس کی تصدیق ضروری ہے کیونکہ میری بات ایسی یقینی ہے جس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں، گویا جب مجھے حکم ہوتا ہے تو میں کہہ دیتا ہوں، جب مجھے دیا جاتا ہے تو بخشش کردیتا ہوں اور جب مجھے امر ہوتا ہے تو کرلیتا ہوں، ذمہ داری تو اس پر ہے جس نے مجھے حکم کیا ہے (کیونکہ قاعدہ ہے، الدیۃ علی العاقلۃ (یعنی خون بہا رشتہ داروں پر ہے) میری تکذیب تمہارے لئے زہر قاتل ہے،

دین کے لئے اور دنیا و آخرت کی تباہی کا سبب ہے، میں تلوار باز اور قاتل ہوں اور اللہ تمہیں ڈراتا ہے، اگر شریعت نے میرے منہ میں لگام نہ ڈالی ہوتی تو میں تمہیں بتا دیتا کہ تم نے گھر میں کیا کھایا ہے اور کیا رکھا ہے، میں تمہارے ظاہر و باطن کو جانتا ہوں کیونکہ تم میری نظر میں شیشہ کی طرح ہو،

(فوٹو: ترجمہ اردو صفحہ ۴۲ اخبار الاخیار مصنفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی ترجمہ مولانا سبحان محمود صاحب استاد الحدیث دار العلوم کراچی)

یہ تو شیخ عبدالقادر جیلانی صاحب کے ارشادات اپنے متعلق تھے،

اب شیخ عبدالحق محدث دہلوی صاحب کا فیصلہ سنیئے :-

غرض کہ آپ سے لاتعداد کرامتیں ظاہر ہوئیں، مخلوقات کے ظاہر و باطن میں تصرف کرنا، انسان اور جنات پر آپ کی حکمرانی، لوگوں کے راز اور پوشیدہ امور سے واقفیت، عالم ملکوت کے بواطن کی خبر، عالم جبروت کے حقائق کا کشف، عالم لاہوت کے سربستہ اسرار کا علم، مواہب غیبیہ کی عطا، باذن الٰہی حوادث زمانہ کا تصرف و انقلاب، مارنے اور جلانے کے ساتھ متصف ہونا، اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرنا، مریضوں کی صحت، بیماروں کی شفاء، طے زمان و مکان، زمین و آسمان پر اجرائے حکم، پانی پر چلنا، ہوا میں اڑنا، لوگوں کے تخیل کا بدلنا، اشیاء کی طبیعت کا تبدیل کر دینا، غیب کی اشیاء کا منگانا، ماضی و مستقبل کی باتوں کا بتلانا، اور اسی طرح کی دوسری کرامات مسلسل اور ہمیشہ عام و خاص کے درمیان آپکے قصد و ارادہ سے بلکہ اظہار حقانیت کے طریقہ پر ظاہر ہوئیں، اور مذکورہ کرامتوں میں سے ہر ایک سے متعلق اتنی روایات و حکایات ہیں کہ زبان و قلم ان کے احاطہ سے قاصر ہیں، مشائخ نے اس پر بہت سی کتابیں لکھی ہیں

(فوٹو: ترجمہ اخبار الاخیار صفحہ ۴۵ مصنفہ عبدالحق محدث دہلوی مترجم سبحان محمود صاحب استاد دار العلوم کراچی)

دیکھا آپ نے کہ عبد و معبود، خالق و مخلوق کے اتحاد نے کیسی کیسی ہستیوں کو جنم دیا ہے۔ بہر حال ہر قصہ میں ایک ہی رنگینی اور ہر ساز میں ایک ہی آواز ہے۔ اب بھی اگر کسی کا کہنا یہ ہے کہ شریعت و طریقت دونوں ایک ہیں تو عقل و خرد کے ماتم کے علاوہ کیا کیا جا سکتا ہے۔ ہر چیز سامنے ہے اور

پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ شریعت کا حق دینِ طریقت کا باطل ہے۔ اس کا حرام اس کا حلال ہے۔ ان دونوں میں زمین اور آسمان کا فرق ہے اور یہ دو ایسے کنارے ہیں کہ ایک دوسرے سے کبھی نہیں مل سکتے۔ ایک کی زندگی دوسرے کی موت ہے۔

آج ہر طرف یہی آوازیں آ رہی ہیں کہ مسلمانوں کو جمع کرو۔ مسلمانوں کو جمع کرو۔ سوال یہ ہے کہ آخر ان کو کس چیز پر جمع کیا جائے۔ اگر موجودہ دین پر جو اتحادی دین ہے تو اس اجتماع سے فائدہ۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کبھی اس کی طرف متوجّہ نہ ہوگی بلکہ ہر آن اس پر عذاب کے ڈونگرے برستے رہیں گے۔ ہاں اگر اس موجودہ دین سے براُت کا اعلان کر کے خالص قرآن و سنت کا قصد کیا جائے تو یہ اجتماع مبارک اور صحیح معنوں میں حبل اللہ کو مضبوطی کے ساتھ مل کر پکڑنا ہوگا۔ اسی اجتماع سے مالکِ حقیقی کا وعدہ ہے کہ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ط تم ہی سربلند، تم ہی کامگار، تم ہی (دنیا اور آخرت کے) تاجدار ہوگے، اگر تم مومن بن جاؤ۔ اس زمین کی خلافت تمہارے ہاتھوں میں ہوگی۔ اور امن و سلامتی تمہارے قدم چُومے گی۔

رہے ہم تو ہماری ساری دَوڑ دُھوپ انشاء اللہ اسی مقصد کے لئے وقف ہے اور وقف رہے گی۔ اب کوئی بُرا مانے، چراغ پا ہو، گالیاں دے، جان و مال کا دشمن بن جائے تو یہ چیزیں تو آنی جانی ہیں۔ اصل بات تو یہ ہے کہ کل مالک کے دربار میں اپنی نجات کا کیا بنے گا۔ اس لئے ہم فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ کے حکم پر عمل کر رہے ہیں اور اس یقین کے ساتھ کہ آسمان و زمین کا اکیلا مالک ہماری کفایت کے لئے بس ہے۔

ابھی ایک آخری بات تو باقی ہے یعنی یہ فریاد کہ لوگو! اگر اللہ کا دینِ توحید تمہارے دل کو اپیل نہیں کرتا تو کم از کم اس دینِ اتحاد کو اپنی ذات تک ہی محدود رکھتے مگر تم نے یہ کیا غضب کیا کہ صدیوں سے اس کی تبلیغ و ترویج کے لئے خانقاہیں بنا رہے ہو، مدرسے قائم کر رہے ہو، تم نے اپنی متحرک خانقاہیں دنیا کے کونے کونے میں بھیج رکھی ہیں جو تمہارے دینِ اتحاد کا پرچار کرتی ہیں، تمہارے اخبار، تمہاری کتابیں، تمہارے رسالے، اسی ایک بات کو پھیلا کر مالکِ کائنات کے تحمل کو آزما رہے ہیں۔ لِلّٰہ اس

کھیل کو اب تو ختم کر دو، بہت ہو چکا، کیا کہا؟ یہ بات غلط ہے، تمہیں یقین نہیں آتا، اچھا ٹھہرو، اور خود نظارہ کرو:۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے خیالات و افکار گذشتہ صفحات میں گذر چکے ہیں اب دار العلوم دیوبند کے اپنے ماہنامہ "دار العلوم" کے کارنامے ملاحظہ فرمائیے:۔

دار العلوم

بزِ غالہ زندہ شد! شاہ عبد اللہ قریشی جن کا تعارف شیخ محدث نے کراتے ہوئے لکھا ہے کہ "از اولاد شیخ الاسلام بہاؤ الدین زکریا است" انہیں شاہ عبد اللہ کے آباء و اجداد ملتان سے دہلی آ گئے تھے، بے مثل علوم و فنون کے ساتھ سلوک و احسان کے مراحل بھی طے کئے تھے، اور اس راستہ میں محنت و ریاضت سے وہ مقام حاصل کیا کہ خود ہی سنگِ میل بن گئے۔ صوفیاء نے لکھا ہے کہ مردان حق ریاضت و مجاہدہ سے ایسی قوتیں و ملکات بھی حاصل کر لیتے ہیں جو خداوند ذو المنن کی خاص قدرتوں سے مشابہ ہوتی ہیں حالانکہ مؤثر حقیقی اُس وقت بھی خداوند تعالیٰ ہی ہوتا ہے۔ ورنہ بشریت کے ارتقائی حدود سے یہ چیزیں باہر ہیں، انہیں شاہ عبد اللہ کے حالات میں لکھا ہے کہ:۔

"ایک روز جذب کے عالم میں بکری کے بچے کو زمین پر پٹک کر شاہ عبد اللہ نے دے مارا بکری کے بچے کی بساط ہی کیا وہیں ڈھیر ہو گیا، لوگوں میں اُس کا چرچا ہُوا، اور معترضین و بد اندیش لوگوں کی زبان طعن و تشنیع دراز ہو گئی، کہ شاہ عبد اللہ نے یہ کیا غضب کیا، عوام الناس کے انہیں بے ہودہ دِل خراش طعنوں سے تنگ آ کر لکھا ہے کہ شاہ عبد اللہ مرے ہوئے بکری کے بچے کے پاس آ کر بولے "اُٹھ اللہ کے بندوں کو کیوں بدنام کرتا ہے؟" یہ کہتے ہوئے اپنا پاؤں بھی اُس کے جسم سے مس کیا، اِتنا کہنا تھا کہ قدرت الٰہی سے، بکری کا بچہ زندہ ہو گیا۔"

(اخبار الاخیار صفحہ ۲۰۲)

(فوٹو: ماہنامہ دار العلوم دیوبند صفحہ ۳۲ جنوری ۱۹۵۸ء نگران اعلیٰ قاری محمد طیب صاحب مدیر ابن الانور سید محمد ازہر شاہ میر)

یہ دار العلوم دیوبند جیسی دینی درس گاہ کا رسالہ ہے اور خود ان حضرات کے کہنے کے بموجب نبی ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اس مدرسہ کی داغ بیل ڈالی تھی اور کبھی کبھی آپ ﷺ وہاں حساب و کتاب کی جانچ پڑتال کیلئے اپنے خلفاء کو ساتھ لیکر آیا بھی کرتے تھے اور میل جول بڑھ جانے کی وجہ سے آپ ﷺ اُردو زبان

بولنا بھی سیکھ گئے تھے۔ایسے رسالے میں یہ لکھنا کہ "مردانِ حق ریاضت و مجاہدہ سے ایسی قوتیں حاصل کر لیتے ہیں جو خداوند ذوالمنن کی خاص قدرتوں سے مشابہ ہوتی ہیں،" حالانکہ مؤثر حقیقی اس وقت بھی خداوند تعالیٰ ہی ہوتا ہے" ایسی بات ہے کہ جس پر جتنے بھی آنسو بہائے جائیں کم ہیں، اور ہوشیاری تو دیکھئے کہ لکھتے ہیں" حالانکہ موثر حقیقی اس وقت بھی خداوند تعالیٰ ہی ہوتا ہے" یعنی ایک طرف اللہ تعالیٰ اعلان کرتا ہے کہ میری قدرتوں، اور میری صفات میں کسی کا کوئی حصہ نہیں، اور دوسری ان اقدارِ مشترکہ کو وہ خود زندگی اور موت پر اختیار مرحمت فرما دیتا ہے۔زندہ باد!

ذرا اِس واقعے کے اصل لکھنے والے صاحب پر نگاہ ڈالئے۔ یہ ہمارے اور آپ کے شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہیں جنہوں نے اپنی کتاب "اخبار الاخیار" میں اِن الوہیت کی حامل بزرگ ہستیوں کا ذکرِ خیر کیا ہے۔آپ خود ہی انصاف فرمائیے کہ ایک طرف قرآن وحدیث کا دین بندگی ہے اور دوسری طرف "فلسفہ اتحاد" کا یہ دینِ خدائی۔آخر یہ مخلوق کیا کرے۔کیسے "دینِ خدائی" کو دینِ بندگی پر قربان کردے۔

ایک اور مہربانی اس علمی درسگاہ کے ماہنامہ کی ملاحظہ فرمائیے۔قرآن وحدیث کی تعلیم اس درسگاہِ دیوبند کی تاسیس کی ایک غرض بیان کی جاتی ہے۔مگر یہ رسالہ ایسے مضامین شائع کرتا ہے جو قرآن وحدیث کی کھلی توہین اور اُن کا از کار رفتہ ہونا ثابت کرتے ہیں۔آپ خود دیکھئے:۔

بچپن کی عبادتیں!

حضرت قطب عالم شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ اپنے وقت کے ممتاز بزرگ ہوئے ہیں، آپ کے جد امجد شیخ صفی الدین سید اشرف سمنانیؒ کے مرید تھے۔ شیخ صاحب اپنے سوا ماہ کے فرزند کو لئے ہوئے حاضر خدمت ہوئے، سید صاحبؒ نے بچے کو پیار کر کے فرمایا کہ یہ بچہ میرا ہے اور اس کے صلب سے ایک قطب عالم پیدا ہوگا۔ آپ نے ہوش سنبھالتے ہی روضۂ شیخ کی جاروب کشی شروع کردی، ایک روز بیٹھے ہوئے کوئی کتاب پڑھ رہے تھے کہ اندر سے حق حق کی آواز آئی، سنتے ہی بے ہوش ہوگئے۔ دیکھا کہ شیخ فرما رہے ہیں کہ "علم ظاہری حجاب اکبر ہے" اب تو اصل کام میں مصروف ہو۔ پھر کیا تھا، لکھنا پڑھنا ترک کر کے عبادات و مجاہدات میں مصروف ہوگئے پوری پوری راتیں عبادت میں بسر کر دیتے، غنودگی طاری ہوتی تو شیخ کو بیدار کرتے دیکھتے۔ کیوں نہ ہو بچپن ہی سے اشتیاق غالب تھا سب سے پہلے مسجد میں جاکر، صف اول میں بیٹھ جاتے اور ہٹتے ہٹتے پیچھے آجاتے اور نماز کے بعد نمازیوں کی جوتیاں سیدھی کر کے رکھتے۔ (لطائف قدسی)

(فوٹو: ماہنامہ "دارالعلوم" دیوبند صفحہ ۴۱ جنوری ۱۹۶۰ء نگران اعلیٰ قاری طیب صاحب مدیر ابن الانور سید محمد ازہر شاہ قیصر)

دیکھا آپ نے کہ کس چابکدستی کیساتھ قرآن وحدیث کے علم کو علمِ ظاہر کا نام دے کر حجاب اکبر ٹھیرا دیا اور "دینِ اتحاد" کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو گئے۔ اور مولانا روم کے اس مصرع کی تشریح وترجمانی بھی فرمادی کہ "استخواں پیشِ سگاں اندا ختیم" ۔ یعنی مغز ہم نے لے لیا ہے اور علم ظاہر کو ہڈیوں کی طرح کتّوں کے آگے ڈال دیا ہے۔ اس طرح کتابی علم کے ردّ میں گویا مولانا روم کا یہ شعر پڑھ دیا۔

علم جوئی از کُتبہا اے فسوس ذوق جوئی تو ز حلوائے سُبوس

(یعنی تو کتابوں میں علم تلاش کرتا ہے ہائے افسوس۔ تو بھوسی کے حلوے سے مزہ چاہتا ہے)

اب انہی قطب عالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی صاحب کی قوّت تصرف ملاحظہ فرمائیے:۔

ہندو جوگی سے مقابلہ!

جس وقت آپ تکمیل علوم باطنی کے بعد گنگوہ تشریف لائے ہیں اُس وقت یہاں ایک باکمال جوگی رہتا تھا، جس کی کٹی نہایت وسیع اور پر فضا تھی، آپ کو یہ جگہ بہت پسند آئی اور قیام کی خواہش پیدا ہوئی۔ اندر جاکر چیلوں سے پوچھا کہ بتلائیے تو کہ آپ کے گروجی کہاں ہیں؟ بولے کہ وہ تو گپھا کے اندر گئے ہوئے ہیں، ایک سال گذر چکا ہے، ہوا کے لئے صرف ایک روزن ہے، کس کی مجال ہے جو اُس کے قریب جا سکے۔ آپ اُس روزن کے قریب ہی بیٹھ گئے۔ مراقبہ جو کیا تو معلوم ہوا کہ وہ حبسِ دم کئے ہوئے بیٹھا ہے اور اپنے کام میں مصروف ہے، آخر آپ نے اُس کی رُوح کو حرکت دی، ساتھ ہی وہ ہوشیار ہو گیا، پوچھا، تو کون ہے؟ اور اندر کس طرح آگیا؟ فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور اسی کی قدرت سے اس سوراخ کے ذریعہ اندر آگیا ہوں۔ مگر یہ تو بتا کہ تو کس حد تک ترقی کر چکا ہے؟ بولا کافی ترقی کر لی ہے، جو صورت چاہوں اختیار کر سکتا ہوں۔ دیکھو ابھی پانی بنتا ہوں۔ چنانچہ وہ اُسی وقت پانی ہو گیا۔ آپ نے فوراً ہی اُس پانی میں دو جگہ تر کر کے رکھ لی، اُس کے ہوش میں آتے ہی فرمایا کہ اب میں پانی ہوتا ہوں، تو اُس میں ایک کپڑا تر کر کے رکھ لینا، اس کے بعد یہ کپڑے سونگھے گئے، تو ایک میں بدبو تھی اور دوسرے میں خوشبو! ایک کی بدبو سے دماغ پریشان ہوا جاتا تھا اور دوسرے کی خوشبو سے معطر! بولا کہ میں تو اپنے فن و ہنر میں کامل تھا ہی آپ بھی کامل نکلے صرف خوشبو اور بدبو کا فرق رہا۔ فرمایا کہ یہ کفر و اسلام کا فرق ہے۔ چنانچہ وہ اُسی وقت مسلمان ہو گیا، اور مرید ہو کر جلد تکمیل کر لی، اُس کے تمام چیلے بھی مسلمان ہو گئے۔ اُس جوگی کو آپ نے صاحب ولایت مقرر کر کے کہیں اور بھیج دیا۔ حضرت کا روضہ اسی جگہ ہے، وصال کے بعد بھی قلب بدستور ذکر و حرکت میں مصروف تھا۔

(اقتباس الانوار)

(فوٹو: ماہنامہ "دار العلوم" دیو بند صفحہ ۴۲ جنوری ۱۹۶۰ء نگراں اعلیٰ قاری طیب صاحب مدیر ابن الانور سید محمد ازہر شاہ قیصر)

آپ کہیں گے کہ اس شعبدہ گری سے ایمان واسلام کا کیا واسطہ تو جواب یہ ہے کہ آپ نے عجلت فرمائی یہ ایمان اور اسلام کا معاملہ ہے ہی نہیں، یہ تو خدائی کا مقابلہ ہے آج تم جیتے کل میدان اُس کے ہاتھ رہا۔

یہاں پہنچ کر میں آپ سے درخواست کروں گا کہ میں بھی اس بات کا اعتراف کرتا ہوں اور آپ

بھی اعتراف کریں کہ بنوری صاحب نے اِس "دینِ اتحاد" کی نمائندگی کا حق ادا کردیا ہے۔ ایک بھی بات اس پُورے مضمون میں ایسی نہیں ہے جس میں انہوں نے اِس دین کے جزئیات تک سے سر مُوانحراف کیا ہو۔

آخر میں چاہتا ہوں کہ یہ بیان مفتیٔ اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع دیوبندی صاحب کے اُس مضمون پر ختم ہو جو انہوں نے اپنے رسالہ "البلاغ" میں لکھا تھا تا کہ دُنیا کو معلوم ہو جائے کہ ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جہاں میں جو اس دینِ خدائی کے دفاع میں کٹ مرنے سے بھی دریغ نہ کریں گے۔

خود حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ دستور تھا کہ جو رقم آپ کے پاس اپنی ذاتی صرف کی ہوتی اس کے تین حصّے کرتے، ایک حصّہ سب سے پہلے صدقہ ہو جاتا باقی میں سے پھر تین حصّے کرتے اور اس میں سے ایک حصّہ اپنے تصرف میں لاتے تھے باقی گھر بھیج دیتے اور یہ عمل کوئی مشکل نہیں ہے انسان اگر اپنی خواہشات کو کنٹرول کر کے اور حاجت ضروریہ پوری کرنا شروع کرے تو بہت کچھ اس کا نفس اس کے قابو میں آسکتا ہے نفس کو قابو میں کر کے اس کو خدا کی اطاعت میں لگانا اور طریقۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے زندگی گذارنا ہی کامیابی ہے دین اور دنیا دونوں جگہ کی۔ پھر ایسے لوگوں کو خدا کی مدد حاصل ہوتی ہے اور اس کے رسولؐ خوش ہوتے ہیں ان کو رسول پاک کی زیارت نصیب ہوتی بلکہ حضورؐ سے ہم کلامی کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ حضور پاکؐ کے دربار میں جا کر اللہ والے سلام کرتے ہیں تو جواب ملتا ہے اور اس قسم کے بیشتر واقعات ہم نے کتابوں میں پڑھے ہیں اسی قسم کا ایک واقعہ ہے کہ یمن کے ایک عالم تھے جو ہر سال حج بیت اللہ کو آتے اور ہر سال ایک قصیدہ لکھ کر لاتے اور حضور کے دربار میں کھڑے ہو کر سناتے اور یہی نہیں بلکہ قصیدہ میں حضور کے ساتھ حضرات شیخین کو یعنی حضرت ابو بکر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بھی خطاب فرماتے۔ اتفاق سے ایک شیعہ بھی وہاں موجود تھا اس کو یہ قصیدہ صحابۂ کرام کی شان میں کب گوارا ہوتا چنانچہ قصیدہ کے بعد وہ ان عالم کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کو دعوت کے بہانہ اپنے گھر لے گیا وہاں جا کر اس بے ہودہ نے ان کے ساتھ یہ زیادتی کی کہ ان کی زبان کاٹ ڈالی کہ اب کیسے ذکر صحابہ کر سکے گا۔ وہ عالم مطلق پریشان نہ ہوئے بلکہ وہ کٹی ہوئی زبان کا ٹکڑا ہاتھ میں لئے ہوئے وہاں سے آگئے اور دربار پاک میں اسکو دکھایا منہ سے کچھ بول نہ سکتے تھے اسی حالت میں گھر واپس چلے گئے اللہ والوں کو ایسی حالت میں بھی تکلیف کا احساس نہیں ہوتا چنانچہ نیند آگئی تو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور وہ ٹکڑا اپنے ہاتھ سے ان کی زبان میں جوڑ دیا جب آنکھ کھلی تو دیکھا زبان بالکل صحیح سالم ہے اور کوئی خراش تک نہیں بلکہ پہلے سے زیادہ فصیح ہو گئی۔ ایک ملنے والے بزرگ کا ابھی حال ہی میں انتقال ہوا ہے وہ ملیر کالونی میں دفن ہیں۔ فرماتے ہیں میں ایک دفعہ دربار نبوی میں حاضر تھا رات کا وقت تھا لوگ جا چکے تھے ایک افریقی شخص لمبا چغہ پہنے داخل ہوا اور دربار کے پاس آ کر کہا السلام علیک یا رسول اللہ تو دربار کے اندر سے آواز آئی وعلیک السلام دہ بزرگ

فرماتے ہیں خود میں نے اپنے کانوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی ۔

ایک اور بزرگ کا واقعہ ہے ان کے ایک مُرید حج اور زیارت کو جارہے تھے خود شیخ رہ جاسکے تو مرید سے فرمایا حضور سے ہمارا سلام کہدینا چنانچہ مرید جب دربار میں حاضر ہوئے تو اپنے پیر کا سلام پیش کیا۔ وہاں سے جواب ملا۔ اپنے بدعتی پیر کو ہمارا بھی سلام کہدینا چنانچہ مرید جب واپس ہوئے تو پوچھا ہمارا سلام بھی کہا تھا جواب دیا جی ہاں سلام پیش کر دیا تھا اور حضور نے آپکو بھی سلام کہا ہے پیر صاحب نے فرمایا نہیں وہی الفاظ کہو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے تھے مرید نے کہا میں نے آپ کی تعظیم اور ادب کی وجہ سے وہ الفاظ نہیں کہے تھے لیکن آپ کو خود اسکا علم ہو گیا اب میرے کہنے کی کیا ضرورت ہے فرمایا نہیں تم کہو میں تمہارے منہ سے سننا چاہتا ہوں چنانچہ مرید نے کہا کہ یہ فرمایا ہے کہ اپنے بدعتی پیر کو بھی ہمارا سلام کہدینا یہ سن کر شیخ کھڑے ہو کر ناچنے لگے اور فرمایا اس طنز میں جو مزہ میں نے سنا وہ کوئی کیا جانے یہاں پر ایک نکتہ کی بات یہ ہے کہ شیخ صاحب سماع یعنی قوالیاں سنتے تھے چنانچہ قوالیاں سننا اگرچہ کہنے والا اور سننے والا دونوں با وضو ہوں یا با شرع ہوں ملی عورت یا لڑکا نہ ہو اور رباب و چنگ مقصود نہ ہو اور حمد و نعت کا بیان ہو تو مباح ہیں لیکن بدعت اسوجہ سے فرمایا کہ اسکو عوام جس رنگ میں لیتے ہیں وہ کسی طرح جائز نہیں انہیں سے کسی چیز کا بھی اہتمام عام لوگ نہیں کر سکتے اس لئے ایسی چیز جسکا ہم پورے طور پر اہتمام نہ کر سکیں اس سے بچنا ہی اچھا ہے۔

(فوٹو: ماہنامہ "البلاغ" صفحہ ۱۰۰، ۱۰۱ صفر المظفر ۱۳۹۴ھ، زیر سرپرستی مفتیء اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب نام مضمون "امن و سکون کا راستہ" لکھنے والے مفتی اعظم صاحب

مُحترمی! آپ نے مجھے تبصرہ کرنے کا حکم دیا تھا، میں نے اپنی سی کر دیکھی ۔ ابتدا تو ہو گئی ہے باقی مضمون پر تبصرہ کسی دُوسرے موقع پر پیش کروں گا، چاہے اور کچھ نہ ہُوا ہو مگر یہ بات تو ہوئی ۔۔۔۔ کہ دونوں دین آپ کے سامنے آگئے ہیں ۔ اب آپکو اختیار ہے جس کو چاہیں گلے کا ہار بنائیں اور جسکو چاہیں پیروں کی بیڑیاں سمجھ کر کاٹ ڈالیں ۔

نوٹ: ہم اپنی کتابوں پر نہ تو کوئی قیمت وصول کرتے ہیں اور نہ کسی پر ان کی اشاعت وطباعت کے سلسلہ میں پابندی لگاتے ہیں ۔

اہلِ تصوّف

"قال محمد بن یحییٰ بن سعید القطان عن ابیه قال لم نر الصالحین فی
شیءٍ اکذب منهم فی الحدیث قال ابن ابی عتاب فلقیت انا محمد بن
یحییٰ بن سعید القطان فسأَلتهٗ عنه فقال عن ابیه لم تر اهل الخیر فی
شیءٍ اکذب منهم فی الحدیث قال مسلم یقول یجری الکذب علی
لسانهم ولا یتعمدون الکذب (مقدمہ مسلم)

ترجمہ: محمد بن یحیٰی بن سعید القطان کہتے ہیں کہ میرے باپ یحیٰی نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے صالحین (صوفیاء کو اُس زمانے میں صالحین اور اہل خیر کے نام سے پکارا جاتا تھا) سے زیادہ کسی کو حدیث کے معاملہ میں جھوٹ بولنے والا نہیں دیکھا۔ ابن ابی عتّاب کہتے ہیں کہ پھر مجھ سے محمد بن یحیٰی کی ملاقات ہوئی اور میں نے اس بات کی جو مجھ تک پہنچی تھی ان سے تصدیق چاہی۔ انہوں نے کہا کہ ہاں میرے والد فرماتے تھے کہ اہل خیر (صوفیاء) سے زیادہ تو کسی کو بھی حدیث کے معاملہ میں جھوٹا نہ دیکھے گا، امام مسلم کہتے ہیں کہ...... جھوٹ ان کی زبانوں پر بے ساختہ جاری ہو جاتا ہے چاہے جھوٹ بولنے کا ان کا ارادہ بھی نہ ہو۔ (مقدمہ صحیح مسلم صفحہ ۱۳، ۱۴ مصری)